حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

تبصرہ: مولانا ڈاکٹر شمس تبریز خان
(پروفیسر شعبہ عربی، لکھنؤ یونیورسٹی)

''خطباتِ شورش''

مرتب: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی ضخامت: ۳۳۶ صفحات قیمت: ۲۰۰ روپے
پتا: مکتبہ احرار ۶۹۔سی حسین سٹریٹ، وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور (پاکستان)

گزشتہ صدی کے نامور اردو خطیبوں میں مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا قاری محمد طیب، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ظفر علی خان (رحمتہ اللہ علیہم) بہت ممتاز مانے جاتے ہیں۔ جن کی خطابت نے ملک وملت کو بہت فائدہ پہنچایا اور حق گوئی و بیباکی کی درخشاں مثالیں قائم کیں۔ ان بزرگ خطیبوں کے معاً بعد پاکستان کے آتش نفس، شعلہ فشاں، جادو بیاں مقرر و خطیب اور صاحب طرز شاعر و صحافی شورش کاشمیری مرحوم کا نام آتا ہے جو اپنی تقریر و تحریر میں اسم با مسمیٰ تھے اور ان کی تقریریں اور تحریریں بڑی ہنگامہ خیز اور شورش انگیز ہوتی تھیں۔ وہ سیاسی طور پر مولانا آزاد کی قوم پرور سیاست کے قائل اور ان کے بڑے معتقد تھے۔ شاعری وصحافت میں مولانا ظفر علی خاں کے جانشین تھے اور تحریک ختم نبوت و ردّ قادیانیت کے علمبرداروں میں اور ہراول دستے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے پیرو اور شاگرد رشید تھے۔ خطابت میں وہ مولانا آزاد اور مولانا بخاری سے ہم رنگی وہم آہنگی کی کوشش کرتے تھے اور اس میں وہ کامیاب بھی تھے۔ مجھے دارالعلوم دیوبند میں ایک بار ان کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ خطابت کا ایک سیل رواں ہے جو پورے زور شور سے سرگرم سفر ہے۔ اس کے تسلسل وروانی میں کوئی کمی نہیں آتی اور الفاظ وحروف اس میں ملاحوں اور لہروں کی طرح تیر رہے ہیں۔

خطابت کے لیے مطالعہ، نفسیات، مشاہدہ، اپنے مؤقف پر یقین واعتماد، انتخاب الفاظ اور بے خوفی و بے باکی بنیادی عناصر ہیں، جن سے شورش کاشمیری مرحوم پوری طرح بہرہ ور تھے۔ آزادیٔ ہند کی راہ میں وہ کئی بار جیل گئے پھر تحریک ختم نبوت کے اور بعض پاکستانی حکمرانوں کی مخالفت کے نتیجے میں بھی قید و بند سے دوچار ہوئے جس کے انمول احوال ''پس دیوار زنداں'' میں لکھے ہیں۔

پیش نظر مجموعہ خطبات' شورش صاحب کے اخیر زمانے کی چند دینی تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ختم نبوت کی بنیادی اہمیت وضرورت اور ردّ قادیانیت و مرزائیت کے سلسلے میں کی تھیں۔ ان میں خطابت کے نقش ونگار اور فصاحت و بلاغت کے شاہکار تو موجود ہی ہیں لیکن اصل اور قابل قدر شے ان کا عشق رسول ﷺ اور عظمتِ رسالت و حرمتِ ختم نبوت کے لیے جذبۂ جاں نثاری اور غیرت وحمیت دینی اور حریم رسالت کا دفاع و پاسبانی کا شعور واحساس بلکہ زود حسی اور حساسیت ہے۔ اس سلسلے میں بجا طور پر ایک سچے اور غیرت مند مسلمان کی طرح ان کے جذبات بھی بے اختیار، بے قابو ہو جاتے ہیں اور وہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت وذریت کو جوابی گالیوں سے بھی یاد کرنے لگتے ہیں۔ ان تقریروں میں قادیانیت سے دلچسپی رکھنے والوں کے علاوہ عام مسلمانوں کے لیے بھی ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے سیاسی و مذہبی پس منظر کو سمجھنے کے لیے خاصا مواد بکھرا ہوا ہے۔

مرتب کتاب اور احرار فاؤنڈیشن ان خطبات کی اشاعت پر برصغیر کی ملت اسلامیہ کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس سلسلے کے بقیہ خطبات بھی شائع کر سکیں۔

''اقبالیاتِ شورش''

مرتب: مولانا مشتاق احمد ضخامت: ۳۸۴ صفحات قیمت: ۱۶۰ روپے

پتا: مکتبہ احرار ۶۹۔ سی حسین سٹریٹ، وحدت روڈ' نیو مسلم ٹاؤن لاہور (پاکستان)

پاکستانی' اقبال شناسوں میں شورش کاشمیری مرحوم کا نام بہت نمایاں رہا ہے۔ انہوں نے نہ صرف فکر اقبال کو اپنایا ہے بلکہ اقبال کے مرد مومن کی طرح عاشقانہ و قلندرانہ زندگی بھی گزاری ہے اور ان کی خودداری اقبال کی خودی کی آئینہ دار رہی ہے۔ شورش صاحب فکر اقبال کو اسلام کی فکری وذہنی تاریخ کی ارتقائی شکل سمجھتے ہیں اور اس کی اصلیت و اسلامیت کو اوّلیت دیتے ہیں اور مشرق و مغرب کے فلسفیانہ افکار سے ان کے استفادے کو بے جا اہمیت نہیں دیتے اور نہ اقبال کو عصری تحریکات و سیاسی و فکری اصطلاحات میں محدود اور پابند کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے وہ اقبال کے ان شارحین سے اپنے اختلاف اور ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور ایسی ناروا کاوشوں کو فکر اقبال پر ظلم اور اس سے انحراف قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ اقبال پر ہندوستان میں جو کام ہو رہے ہیں' وہ پاکستان میں ہونے والے کاموں سے زیادہ بہتر اور معتبر ہیں۔ وہ اس سلسلہ میں روح اقبال از یوسف حسین خاں، اقبال کامل از مولانا عبدالسلام ندوی، اقبال کا فلسفۂ تعلیم از خواجہ غلام السیدین اور روائع اقبال (نقوش اقبال) از مولانا ابوالحسن علی ندوی کو اقبالیات کی بنیادی کتابیں سمجھتے ہیں اور اس کے برخلاف انہوں نے فکر اقبال از خلیفہ عبدالحکیم، ذکر اقبال از عبدالمجید سالک، شعر اقبال از عابد علی عابد، اقبال کے آخری دو سال، از عاشق بٹالوی، تلمیحاتِ اقبال از عابد علی عابد، عطیہ فیضی کے خطوط، اقبال اور بھوپال

بقیہ صفحہ ۴۶ پر